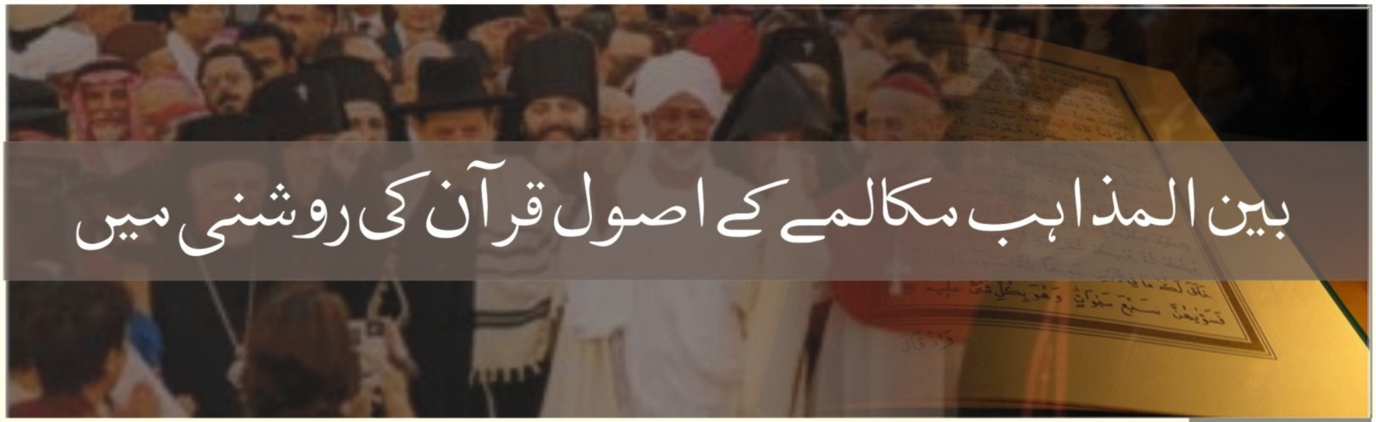

بین المذاہب مکالمے کے اصول قرآن کی روشنی میں

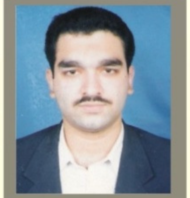

ذیشان سرور
مدیر رسالہ اجتہاد، اسلامی نظریاتی کونسل

موجودہ دور میں بین المذاہب مکالمہ بہت اہمیت اختیار کر چکا ہے کیونکہ موجودہ دور میں تہذیبوں کے ٹکراؤ اور گلوبلائزیشن کی وجہ سے اس بات کی بہت اہمیت ہے کہ امن اور بھائی چارے کے فروغ کیلئے تمام مذاہب کو ساتھ لے کر چلا جائے۔ بین المذاہب مکالمے کا مطلب کیا ہے ؟ میں یہاں اسے مختصراً بیان کرنا چاہوں گا۔ بین المذاہب مکالمے کا مطلب ہے امن و رواداری اور باہمی افہام وتفہیم کے لئے مختلف مذاہب کے اہل عقد و فکر کا بیٹھنا اور باہمی غلط فہمیوں کو دور کرتے ہوئے مسائل کے حل کی راہ نکالنا اور ایک دوسرے کو اپنے مذہب کے بارے میں آگاہ کرنا تا کہ دوسرے کے مذہب کے بارے میں غلط فہمی دور ہو اور حق کی راہ واضح ہو۔ مکالمے کے لئے ہر مذہب اور اہل فکر کے اپنے اپنے اصول ہیں۔ میں یہاں بین المذاہب مکالمے کے اصول قرآن کی روشنی میں پیش کروں گا۔ بین المذاہب مکالمے کے اصول اور اساسیات کیا ہے ؟ قرآن نے اس کو واضح طور پر بیان کیا ہے۔

تکریم و وحدت انسانیت

قرآن نے پہلا اصول یہ بیان کیا ہے تمام مذاہب والوں کی بحیثیت انسان تکریم اور عزت کی جائے اور سب انسان ایک ماں باپ کی اولاد ہیں اس لئے سب بھائی بھائی ہیں کیونکہ قرآن پاک میں بیان ہے :

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ۔ (بنی اسرائیل : ۷۰)

’’ کہ ہم نے بنی آدم کو تکریم بخشی۔‘‘

اور دوسری جگہ بیان ہے :

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى۔

(الحجرات:۱۳)

’’اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے۔‘‘

مشترک تعلیمات

دوسرا قرآن نے بین المذاہب مکالمہ کا اصول بیان کیا ہے کہ پہلے مشترک تعلیمات کی طرف آیا جائے۔ یعنی وہ اخلاقی تعلیمات جو تمام انسانیت میں مشترک ہیں۔ مثلاً ایک اللہ کا تصور، سچائی، دیانتداری اور تمام اخلاقی اقدار وغیرہ۔

يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ م بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَانُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا (سورۃ آل عمران:۶۴)

’’ اے اہل کتاب آؤ اس بات کی طرف جو ہم میں تم میں مشترک ہے کہ ہم ایک اللہ کی عبادت کریں اور اس کے سوا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔‘‘

پرحکمت اور بہترین انداز گفتگو

تیسرا اصول قرآن نے یہ بیان کیا ہے کہ جب بھی مکالمہ کیا جائے تو بات اور دعوت ایسے انداز میں کریں جو بہترین ہو اور اگر بحث اور مناظرہ کا موقع آ جائے تو ایسے انداز میں کی جائے جو بہترین ہو۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ :

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ۔۔ (النحل : ۱۲۵)

’’ اپنے رب کی راہ کی طرف لوگوں کو حکمت اور بہترین نصیحت کے ساتھ بلائیے اور ان سے بہترین طریقے سے گفتگو کیجئے۔‘‘

دوسری جگہ ارشاد ہے:

’’وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا‘‘(البقرۃ:۸۳)

’’اور لوگوں سے اچھے طریقے سے بات کہنا‘‘۔

یعنی جب بھی بات چیت یا مکالمہ کیا جائے تو اس میں اس بات کا خیال رکھا جائے کہ بات کرنے والا بات نرم کرے، خوش روئی اور کشادہ دلی و نصیحت کے انداز میں کرے جس سے مخاطب کی خیر خواہی مقصود ہو۔

مذہبی جذبات کا احترام

چوتھا اصول یہ بیان ہوا ہے کہ مکالمہ کے دوران ایک دوسرے کے مذہبی جذبات کا خیال رکھا جائے اور ایک دوسرے کے مذہبی رہنماؤں کی کردار کشی نہ کی جائے کیونکہ قرآن میں ارشاد ہے کہ:

وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَیَسُبُّوا اللّٰہَ عَدْوًام بِغَیْرِ عِلْمٍ۔ (الانعام:۱۰۸)

’’جن خداؤں کو یہ لوگ اللہ کے سوا پوجتے ہیں ان کو بُرا مت کہو یہ نہ ہو کہ وہ حد سے گزر کر تمہارے اللہ کو برا بھلا کہیں۔‘‘

مذہب کی اصل تعلیمات پر مکالمہ

پانچواں اصول یہ بیان ہوا ہے کہ مکالمہ کے دوران مذاہب کی اصل تعلیمات اور کتابوں پر مکالمہ کیا جائے۔ قرآن میں ارشاد ہے کہ:

قُلْ فَاْتُوْا بِالتَّوْرٰۃِ فَاتْلُوْھَآ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (آل عمران: ۹۳)

’’کہہ دیجئے کہ تورات کو لاؤ اور اسے پڑھو اگر تم سچے ہو۔‘‘

دوسری جگہ اہل انجیل کو خطاب ہے کہ:

وَلْیَحْکُمْ اَھْلُ الْاِنْجِیْلِ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ فِیْہِ۔ (المائدہ: ۴۷)

’’اور اہل انجیل کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ انجیل میں نازل فرمایا اسی کے مطابق حکم کریں۔‘‘

نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تعاون

چھٹا اصول یہ بیان ہوا ہے کہ نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں تمام مذاہب والوں کے ساتھ تعاون کیا جائے قرآن میں ارشاد ہے:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی۔ وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ (المائدہ: ۲)

’’نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔‘‘

یہاں قرآن نے بہترین اصول بیان کیا ہے کہ چاہے دوست ہو یا دشمن مسلم ہو یا غیر مسلم سب کے ساتھ نیکی اور بھلائی کے کاموں میں بھرپور مدد کی جائے اور برائی اور گناہ میں سب کے ساتھ عدم تعاون کیا جائے۔

عدل و انصاف

ساتواں اصول یہ بیان ہوا ہے کہ مکالمہ میں بحث و مباحثہ کے دوران عدل و انصاف سے کام لیا جائے۔ قرآن میں ارشاد ہے کہ:

وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا۔ اِعْدِلُوْا۔ ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی۔ (المائدہ: ۸)

’’کسی قوم کے ساتھ دشمنی تمہیں اس بات پر نہ ابھارے کہ تم انصاف نہ کرو۔ انصاف کرو یہ تقویٰ کے قریب ہے۔‘‘

مذہب کو لوگوں کے غلط اعمال پر نہ جانچا جائے

آٹھواں اصول یہ بیان ہوا ہے کہ اچھے اور برے لوگ ہر مذہب میں ہوتے ہیں۔ یہ نہ ہو کہ برے لوگوں کی وجہ سے یہ ذہنیت بن جائے کہ فلاں مذہب والے دشمن ہیں۔ بلکہ کسی بھی مذہب کو اس کی اصل تعلیمات اور اس پر عمل کرنے والے نیک لوگوں کے اعمال کی روشنی میں دیکھنا چاہیے۔ قرآن میں کئی جگہ اہل کتاب کی تعریف بیان ہوئی ہیں۔

لَيْسُوْا سَوَآءً۔ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اُمَّةٌ قَآئِمَةٌ يَّتْلُوْنَ اٰيٰتِ اللّٰهِ اٰنَآءَ الَّيْلِ وَهُمْ يَسْجُدُوْنَ۔ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُسَارِعُوْنَ فِی الْخَيْرٰتِ۔ وَاُولٰٓئِكَ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ (ال عمران: ۱۱۳۔ ۱۱٤)

”یہ سارے کے سارے یکساں نہیں ہیں بلکہ ان اہل کتاب میں ایک جماعت (حق پر) قائم رہنے والی ہے جو راتوں کے وقت بھی اللہ کے کلام کی تلاوت کرتے ہیں اور سجدے بھی کرتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں۔ نیکیوں کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں اور نیکی کے کاموں میں جلدی کرتے ہیں اور یہ نیک لوگوں میں سے ہیں۔“

دوسری جگہ قرآن میں ارشاد ہے کہ:

وَمِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ يُّؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ ج وَمِنْهُمْ مَّنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِدِيْنَارٍ لَّا يُؤَدِّهٖٓ اِلَيْكَ اِلَّا مَادُمْتَ عَلَيْهِ قَآئِمًا۔ (آل عمران: ٧٥)

”ان اہل کتاب میں ایسے بھی ہیں کہ ان کو خزانہ امانت کے طور پر رکھاؤ تو وہ تمہیں واپس دیں گے اور ایسے بھی ہیں کہ ان کے پاس ایک دینار بھی امانت کے طور پر رکھو تو جب تک تم ان کے سر کھڑے نہ ہو جاؤ تمہیں واپس نہیں کریں گے۔“

دین کے معاملے میں کوئی جبر نہیں:

نواں اصول قرآن نے یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دین اسلام کے اختیار کرنے میں کسی بھی قسم کی زبردستی نہیں کہ دوسرے مذاہب سے زور یا طاقت سے بات کو منوانا یا اسلام قبول کروانا ہے بلکہ فرمایا گیا کہ: ”لَآاِكْرَاهَ فِی الدِّيْنِ۔“ (البقرہ: ۲۵٦) ”دین میں کوئی جبر نہیں ہے“ اسی طرح سورۃ الکہف میں فرمایا گیا:

”وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ“ (الکہف: ۲۹)

”اور اعلان کر دے کہ یہ سراسر برحق قرآن تمہارے رب کی طرف سے ہے اب جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے انکار کرے“۔

پھر سورۃ یونس میں ارشاد ہے:

”وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِی الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا۔ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ“ (یونس: ۹۹)

”اور اگر آپ کا رب چاہتا تو تمام روئے زمین کے لوگ سب کے سب ایمان لے آتے، تو کیا آپ لوگوں پر زبردستی کر سکتے ہیں یہاں تک کہ وہ مومن ہی ہو جائیں“۔

غرض قرآن نے بین المذاہب مکالمے کے لئے نہایت زریں اصول دیئے ہیں جس پر عمل کر کے ہم دنیا میں امن اور بین المذاہب مکالمے کے لئے جاری جدوجہد کو موثر طور پر کامیاب بنا سکتے ہیں۔ اور دورِ حاضر میں یہ بات بہت اہمیت اختیار کر چکی ہے کہ لادینی تہذیب کے اثرات سے بچاؤ کے لئے تمام مذاہب اپنا کردار ادا کریں یہ تبھی ممکن ہے جب تمام مذاہب برداشت، باہمی رواداری اور افہام و تفہیم کے اصولوں کو سمجھتے ہوئے دنیا میں امن، اخلاقی تعلیم اور معاشرتی تعمیر کی ترویج کے لئے اپنا مثبت کردار ادا کریں۔

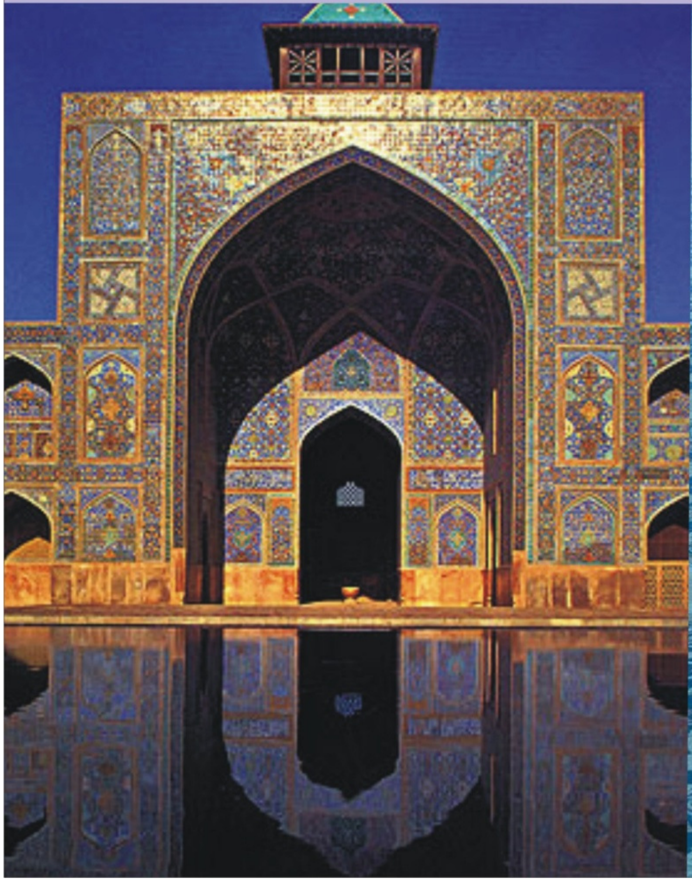

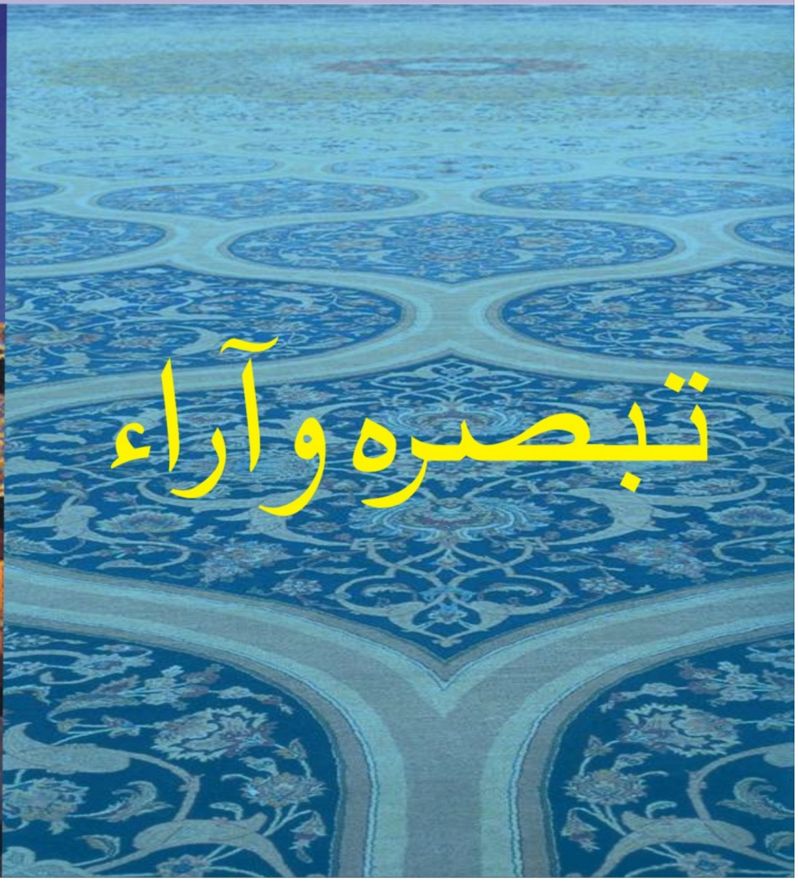
تبصره وآراء